اندھیر ہو رہا ہے بجلی کی روشنی میں

ہمارے معاشرے میں کھانے پینے کی اشیاء کو جس بے دردی سے ضائع کیا جاتا ہے، وہ رزق کی بے حرمتی کے علاوہ بھوکوں کے منہ سے نوالہ چھیننے کے مترادف ہے۔

رزقِ خداوندی کے بارے میں ہماری یہ لاپروائی صرف کھانے پینے کے اشیاء کے ساتھ ہی خاص نہیں، بلکہ دوسری اشیاءِ ضرورت کو ضائع کرنا بھی ہمارا ایک اجتماعی روگ بن چکا ہے، اور اسکی وجہ سے بھی ہم طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے وضو کرتے وقت پانی احتیاط کے ساتھ خرچ کرنے کی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ ایک حدیث[1] میں آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ:

"پانی کو فضول خرچ کرنے سے بچو، خواہ تم کسی بہتے ہوئے دریا کے پاس کھڑے ہو"

ظاہر ہے کہ جو شخص کسی بہتے ہوئے دریا سے وضو کر رہا ہو، اسے پانی کی کمی کا کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا، لیکن آنحضرت ﷺ نے اسے بھی پانی احتیاط کے ساتھ استعمال کرنے کی تاکید فرمائی، اس لئے کہ اوّل تو جب ایک شخص کو پانی فضول بہانے کی عادت پڑ جاتی ہے تو وہ پانی کی کمی کے مواقع پر بھی اس فضول خرچی سے باز نہیں رہ سکتا، دوسرے جب کسی قوم کا مزاج یہ بن

---

[1] عن عبداللہ بن عمرو ان رسول اللہ ﷺ مر بسعدٍ و ھو یتوضا فقال: ماھذا السرف؟ فقال: افی الوضوء اسراف؟ قال: نعم، و ان کنت علی نھر جار. (سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ و سننھا، رقم: ۴۱۹)

جائے کہ وہ اللہ تعالی کی نعمتوں کو بے دریغ بلا ضرورت استعمال کرے تو ایسی قوم کیلئے بہتے ہوئے دریا بھی کافی نہیں ہو سکتے۔

ہمارے ملک کو اللہ تعالی نے جو قدرتی وسائل عطا فرمائے ہیں وہ دنیا کے دوسرے بہت سے ملکوں کے مقابلے میں قابلِ رشک ہیں، لیکن ہم نے اپنی لاپروائی، فضول خرچی، خودغرضی اور بد دیانتی کی وجہ سے انہیں اپنے لئے اس طرح ناکافی بنایا ہوا ہے کہ دوسروں کے سامنے ہماری بھیک کا پیالہ ہر وقت پھیلا رہتا ہے۔

آج ہمارا ملک بجلی کی قلت کی وجہ سے شدید مسائل سے دوچار ہے، ملک کا بیشتر حصہ لوڈ شیڈنگ کی زد میں ہے، روزانہ کئی کئی گھنٹے بجلی غائب رہتی ہے، اور اسکی وجہ سے لوگ سخت مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔ پنجاب کے متعلقہ حکام نے اعلان کیا ہے کہ اس سال گرمی کے موسم میں پچھلے تمام سالوں سے زیادہ لوڈ شیڈنگ کرنی پڑیگی، اور جوں جوں گرمی میں اضافہ ہوگا، اسی نسبت سے لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ بھی بڑھتا چلا جائیگا۔

ہمارے ملک میں پڑنے والی شدید گرمی کے عالم میں بجلی کا میسر نہ ہونا گرمی کی تکلیف کو دس گنا بڑھا دینے کے مترادف ہے، لیکن بات صرف اس تکلیف کی نہیں، بعض مرتبہ بجلی بعض انسانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ بن جاتی ہے، نہ جانے کتنے مریض ہیں جو بجلی کی نایابی کی وجہ سے مناسب علاج کی سہولت سے محروم رہتے ہیں، اور ظاہری اسباب کے لحاظ سے اسی وجہ سے جان دیدیتے ہیں۔

ایک طرف بجلی کی قلت کا تو یہ عالم ہے، اور دوسری طرف جب کہیں بجلی میسر ہو، تو وہاں اس کے بے محابا اور بے دریغ استعمال کا حال یہ ہے کہ اس میں کہیں کمی نظر نہیں آتی، خالی کمروں میں بلب روشن ہیں، پنکھے چل رہے ہیں، اور بسا اوقات ائیر کنڈیشنر بھی پوری قوت کے ساتھ برسر کار ہیں، دن کے وقت بلا ضرورت پردے ڈال کر سورج کی روشنی کو داخلے سے روک دیا گیا ہے، اور بجلی کی روشنی میں کام ہو رہا ہے، معمولی معمولی بات پر گھروں اور دیواروں

پر چراغاں کا شوق پورا کیا جارہا ہے، جہاں لوگ بجلی کو ترس ترس کر مر رہے ہیں، وہاں رات کے وقت ہاکی اور فٹ بال کھیلنے کیلئے میدانوں میں انتہائی طاقت کی سرچ لائٹیں روشن ہیں، اور بعض میدان تو کھیل کے بغیر بھی انکی روشنی سے بقعۂ نور بنے ہوئے ہیں، اور سڑکوں پر روشن اشتہارات (نیون سائنز) روشنی کی کسی حد کے پابند نہیں ہیں۔

بالخصوص جن مقامات پر بجلی کا بل خرچ کرنے والے کو خود ادا نہیں کرنا پڑتا، وہاں تو بجلی کا استعمال اتنی بے دردی سے ہوتا ہے کہ الامان! سرکاری دفتروں میں دن کے وقت بسا اوقات بالکل بلاضرورت لائٹیں روشن ہوتی ہیں، اور پنکھے اور ایئر کنڈیشنز اس طرح چل رہے ہوتے ہیں کہ ان کا خرچ بہت آسانی سے کم کیا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ بعض سرکاری ملازمین اور بہت سے نجی کمپنیوں کے ملازمین کو گھروں پر بھی بجلی کے مفت استعمال کی سہولت حاصل ہوتی ہے، وہاں تو ,,مالِ مفت، دلِ بے رحم،، کی مثال پوری آب وتاب کے ساتھ صادق آتی ہے۔

چند سال پہلے مجھے چین جانے کا اتفاق ہوا، چین اس وقت دنیا کی ایک ابھرتی ہوئی طاقت ہے، اور رفتہ رفتہ اقتصادی ترقی میں بھی وہ عالمی برادری میں اپنا نمایاں مقام بنارہی ہے، لیکن بیجنگ ایئر پورٹ سے شہر کی طرف جاتے ہوئے سڑکوں پر روشنی کی کمی نمایاں طور پر محسوس ہوئی، شروع میں خیال ہوا کہ یہ بیرونِ شہر کا علاقہ ہے، اس لئے معمولی روشنی پر اکتفا کیا گیا ہے، لیکن جب گاڑی شہر میں داخل ہوئی تو وہاں کا منظر بھی کچھ مختلف نظر نہ آیا، سوچا کہ یہ بھی شہر کا کوئی پسماندہ علاقہ ہوگا، لیکن جب ہم شہر کے اس حصے میں پہنچے جسے بیجنگ کا دل کہنا چاہئے تو بھی روشنیوں کا معیار دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی، حد تو یہ ہے کہ چانگ ین اسٹریٹ جو دنیا کی سب سے کشادہ شاہراہ سمجھی جاتی ہے، اسکے دونوں طرف بھی بہت معمولی لائٹیں لگی ہوئی تھیں، اس کے بعد میں ایک ہفتے سے زیادہ چین میں رہا، اور اسکے مختلف صوبوں اور شہروں میں جانے کا اتفاق ہوا، ہر جگہ صورتِ حال یہی نظر آئی، اشتہارات اور نیون سائن تو خیر سرمایہ دار ملکوں کی خصوصیت ہیں کسی اشتراکی ملک میں ان کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی، لیکن پورے ملک

میں مجھے کوئی بھی آرائشی روشنی دکھائی نہیں دی۔

ہم چونکہ کراچی کی جگمگ کرتی ہوئی روشنیوں کے عادی تھے، اس لئے رات کے وقت پورا ملک اندھیرا اندھیرا معلوم ہوتا تھا، ہم نے اپنے میزبانوں سے اپنے اس تأثر کا ذکر کیا تو انہوں نے بڑا معقول جواب دیا، ان کہنا تھا کہ ہمارا ملک بہت بڑا ہے، اور آبادی کے لحاظ سے ہمارے یہاں بجلی کی قلت ہے، لہذا ہم اسی قدر بجلی استعمال کرتے ہیں جتنی ہمارے ضروری کاموں کے لئے ناگزیر ہے، جب تک ہمارے ملک میں بجلی کی پیداوار وافر مقدار تک نہ پہنچ جائے، ہم آرائشی روشنیوں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

یہ جواب ایک ایسے ملک کے باشندوں کا تھا جو ہم سے کہیں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے، اور جس کے پاس سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی بھی موجود نہیں ہے کہ:

"پانی کو فضول خرچ کرنے سے بچو، چاہے تم کسی بہتے ہوئے دریا کے پاس کھڑے ہو"۔

لیکن اس ارشادِ نبوی ﷺ کی روشنی سے مالا مال ہونے کے باوجود ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں لوڈ شیڈنگ بھی گوارا ہے، اپنے دیہات کو بجلی سے بالکلیہ محروم رکھنا بھی منظور ہے، سسکتے ہوئے مریضوں کو مناسب تشخیص اور علاج کے لئے ترسانا بھی قبول ہے، لیکن نہ ہم چراغاں اور دوسری آرائشی روشنیوں سے دستبردار ہو سکتے ہیں، اور نہ بجلی کے عام استعمال میں کفایت اور بچت کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔

ہماری خودغرضی اور قدرتی وسائل کے ساتھ بے رحمی تو اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ میں نے کئی گھروں میں یہ دیکھا کہ باورچی خانے میں گیس کے چولھے چوبیس گھنٹے مسلسل جلتے رہتے ہیں، اور ایک لمحہ کے لئے بھی بند نہیں ہوتے، شروع میں میں نے اسے گھر والوں کی بے پروائی پر محمول کیا، لیکن جب ذرا اہمیت کے ساتھ تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ چولھے اس لئے بند نہیں کئے

جاتے کہ انہیں دوبارہ روشن کرنے کیلئے ماچس کی ایک تیلی خرچ نہ کرنی پڑے، چونکہ گیس کا بل ہر چولھے پر یکساں آتا تھا، خواہ گیس کم خرچ ہوئی ہو یا زیادہ، اسلئے اس کے مسلسل استعمال سے چولھے کے مالک کا ایک پیسہ بھی زیادہ خرچ نہیں ہوتا تھا، لیکن اگر چولھے کو بند کر کے ضرورت کے وقت دوبارہ جلایا جائے تو اس پر ماچس کی ایک تیلی خرچ ہو جاتی تھی۔

جب میں نے پہلی بار چولھوں کے مسلسل جلنے کی یہ وجہ سنی تو اپنے کانوں پر اعتبار نہ آیا، لیکن جب کئی گھرانوں میں یہ منظر آنکھوں سے دیکھا، اور بعض حضرات نے بے جھجک اس صورتِ حال کی یہ وجہ بیان بھی کی تو اندازہ ہوا کہ ہماری خود غرضی کتنی پستی تک پہنچ چکی ہے، اور اپنی ماچس کی ایک تیلی بچانے کے لئے پوری قوم کی دولت کو کس طرح لٹایا جارہا ہے۔

جن حضرات کو کسی وجہ سے بجلی، گیس یا دوسرے وسائل مفت میسر آتے ہیں، اور ان کے فضول استعمال سے ان کی جیب پر کوئی بار نہیں پڑتا، وہ صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ فوری طور پر ان کا کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوا، لیکن اتنی گہرائی میں جانے کی فرصت کسے ہے کہ آخر وہ اسی ملک کے باشندے ہیں جس میں وسائل کی قلت کا رونا رویا جارہا ہے، اور بالآخر اس فضول خرچی کا نقصان دوسروں کے ساتھ انہیں بھی اٹھانا پڑیگا۔

بجلی اور گیس کا ذکر تو مثال کے طور پر آ گیا، ورنہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کے ساتھ ہماری ناقدری، بے دردی اور خود غرضی کا یہی عالم ہے، پیداوار میں اضافے کی کوششیں اپنی جگہ ہیں، اور یہ کوششیں ضرور جاری رہنی چاہئیں، لیکن ان کوششوں کی صحیح منصوبہ بندی حکومت کا کام ہے، اور اگر اسے سیاسی جھمیلوں سے فرصت ملے تو وہی یہ کام ٹھیک ٹھیک انجام دے سکتی ہے، یہ کام ایک ایک شخص کی انفرادی طاقت سے باہر ہے، لیکن ہر شخص کے اپنے بس میں یہ ضرور ہے کہ وہ حاصل شدہ وسائل کو ٹھیک ٹھیک خرچ کرنے کا اہتمام کرے، اور اپنے خرچ پر قابو پا کر قومی دولت کے ضیاع سے پرہیز کرے۔

بجلی ہی کے معاملے کو لے لیجئے، میرے بس میں براہِ راست یہ نہیں ہے کہ میں ملک میں

بجلی کی پیداوار میں اضافہ کردوں، لیکن یہ ضرور میرے بس میں ہے کہ جہاں ایک بلب سے کام چل سکتا ہے، وہاں میں دو بلب نہ جلاؤں، جہاں سورج کی روشنی میسر ہو وہاں کوئی بلب روشن نہ کروں، جہاں ایک پنکھا کارآمد ہوسکتا ہے وہاں دو پنکھے نہ چلاؤں، جہاں ائیرکنڈیشنر کے بغیر گذارا ہوسکتا ہے، وہاں ائیرکنڈیشنر استعمال نہ کروں، جس کسی کمرے میں بلاوجہ روشنی، پنکھا یا بجلی کا کوئی اور آلہ چلتا ہوا دیکھوں، اسے بند کردوں، جہاں چند روشنیوں سے ضرورت پوری ہوجاتی ہو، وہاں دیواروں اور گھروں پر چراغاں نہ کروں، کیا بعید ہے کہ اس طرح جس بجلی کا خرچ میں بچارہا ہوں، وہ کسی ضرورت مند کے کام آجائے، اس سے کسی مریض کو راحت مل جائے، یا کسی غریب کے ظلمت کدے میں اجالا ہوجائے۔

اگر ہم میں سے ہر فرد اپنے دائرے میں آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرلے کہ ,,بہتے ہوئے دریا کے پاس بھی پانی کے فضول خرچ سے بچو،، تو نہ جانے کتنے انسانوں کے دُکھ دور ہوجائیں!

۲۸/شوال ۱۴۱۴ھ
۱۰/اپریل ۱۹۹۴ء